مولانا عبد الکریم (کلاچی)

شاہ جی کی پانچ باتیں

میں ان خوش نصیب طالب علموں میں ہوں جنہوں نے حضرت امیر شریعت کو امیر شریعت سمجھ کر دیکھا اور اسے میں فیما بینی بین و بین اللہ بڑی سعادت سمجھ رہا ہوں۔ والحمد للہ بے ہمتی اور بے عملی کے باعث اگرچہ حضرت سے استفادہ کا بے حد تھوڑا وقت ملا میں نہ تو آپ کی قیادت میں کوئی ملکی یا سیاسی کام کر سکا اور نہ ہی کوئی ملی اور مذہبی خدمت۔ چند ارشادات جو گوش ہوش سے سننے کی سعادت میسر ہوئی وہ پلے باندھ لیں اور جب بھی اور جہاں بھی تھوڑی بہت ملک وملت کے لئے کوئی حرکت کی تو انہیں پیش نظر رکھا ان میں سے چند یہ ہیں۔

۳۵ء (۱) کے لگ بھگ کی بات ہے میں خیر المدارس جالندھر میں خیر الاساتذہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب اور حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب رائے پوری سے مشکوٰۃ شریف، جلالین شریف اور اس درجہ کی دوسری کتابیں پڑھ رہا تھا کہ حضرت امیر شریعت جالندھر تشریف لائے وہاں کسی بزرگ کی درگاہ —— —— (۲) کے سامنے بڑا میدان تھا وہیں حضرت کی تقریر تھی دوسرے طلباء کے ساتھ میں بھی جلسہ میں گیا فوجی بھرتی کے خلاف حضرت تقریر فرما رہے تھے۔ آیت کریمہ

ان الملوک اذا دخلوا قریہ افسد واھا الخ

کی اپنی ساحرانہ لہجہ سے تلاوت فرمائی تشریح اول سے آخر تک شیخ سعدی کے مشہور لطیفہ سے فرماتے رہے۔ شندیم گو پسندے را بزرگے الخ درمیان میں کوئی نوجوان اٹھا اس نے کہا شاہ جی اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ کو اہل ایمان کے ساتھ اقرب الی المودۃ قرار دیا ہے جبکہ آپ کا سارا زور خطاب ان کے خلاف ہے اور مشرکین سے ملے ہوئے ہیں۔ اتنا کہہ کر وہ بیٹھ گیا۔ حضرت نے فرمایا۔ عزیزا اگلی آیات کی تلاوت آپ کرتے ہیں یا میں ہی کردوں وہ تو زمین بولے تو بولے میری کیا بساط کا مصداق رہا حضرت نے

ذالک بان منھم قسیسین و رھبانا الخ

آیات تلاوت فرمائیں ایسا معلوم ہونے لگا کہ سائنس جدید صحیح کہتی ہے کہ آسمان ساکن ہے اور زمین متحرک اسی دوران حضرت الاستاد مولانا محمد عبد اللہ صاحب جو اسٹیج پر تشریف فرماتے نے آیت کریمہ تھے۔

لاینھا کم اللہ عن الذین لم یقاتلو کم فی الدین

۱۔ مولانا کو سہو ہوا ہے یہ واقعہ ۱۹۳۹ء کا ہے۔ جب مجلس احرار اسلام نے فوجی بھرتی بائیکاٹ کی تحریک چلائی تھی۔ یاد رہے فوجی بھرتی کے خلاف اس تحریک میں کانگریس، لیگ اور جمیعت علمائے ہند کی مجرمانہ خاموشی تاریخ کا سوالیہ نشان ہے؟

۲۔ درگاہ امام ناصر رحمہ اللہ

کی طرف دبی زبان سے کچھ اشارہ فرمایا۔ شاہ جی نے بلند آواز سے فرمایا
"مولانا فکر نہ کریں میں جس دن احرار میں شامل ہوا اس رات سارا قرآن دیکھ لیا تھا"
یہی سنانا مقصود تھا میں اس سے یہ سمجھا کہ ملک وملت کی کوئی خدمت بالخصوص اجتماعی طور پر کرنے کا ارادہ ہو تو پورے غور و خوض کے بعد علی وجدہ البصیرت اس میں شامل ہونا چاہیئے۔ یوں جوش میں آکر آج شامل ہو گئے اور کل کسی نے ادھر ادھر کی باتیں سنائیں تو ساری عقیدت ختم۔ اسی وجہ سے آج روزمرہ کے عہد و مواثیق کی جو مٹی پلید ہو رہی ہے۔ انہوں نے حضرت شاہ جی کا یہ ارشاد یا تو سنا نہیں اور یا پھر سمجھا نہیں۔

۲۔ "آہ کہ دین اسی راستہ سے واپس جا رہا ہے"

ایک دفعہ ملتان میں غالباً وفاق المدارس کی کسی میٹنگ میں شریک ہو کر میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب شیخ الحدیث و مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے ساتھ حضرت شاہ جی کی زیارت کو حاضر ہوا۔ حضرت قاسم العلوم سے نکل کر اپنے دولت کدہ پر تشریف لے جا رہے تھے الوداعی مصافحہ کے وقت حضرت مولانا نے صرف بالخیر پانچ روپے کا نوٹ حضرت کے ہتھیلی میں چھپا کر رکھا۔ حضرت شاہ جی نے اسے سر پر رکھا اور فرمایا حضرت چھپاتے کیوں ہیں یہ تو میرے لئے بڑے فخر کی بات ہے کہ مجھے شیخ الحدیث ہدیہ دے رہے ہیں۔ اسی دوران کھڑے کھڑے کچھ لطائف اور ظرائف بھی سنائے سامعین کی جگہ صرف ہم دو تھے۔ اسی میں حضرت نے ایک درد بھری آہ کے ساتھ یہ بھی فرمایا حضرت ہمارے انہی مدارس کے ذریعہ دین ہند و پاک میں آیا اور اب اسی راستہ سے واپس جا رہا ہے۔

کچھ کچھ تو اس وقت بھی اپنی غفلتوں اور بد اعمالیوں کا اندازہ لگاتے ہوئے اس آہ کے مندرجات سمجھ میں آنے لگے۔ لیکن جب سے دشمنان صحابہ کرام سے گٹھ جوڑ شروع ہونے لگا ہے۔ اور جب سے ان اعداء دین۔ اعداء قرآن کو مسلمان کہلوانے پر زور دیا جا رہا ہے اور یہ سارا سکوت فی الحق دینی مدارس کے ذریعہ دینی خدمات کی فہرست میں گنوانے کا کاروبار شروع ہو چکا ہے تو حضرت شاہ جی کی فراستِ مومنانہ پر جان و دل سے قربان ہونے کو جی چاہتا ہے۔

۳۔ علماء امت کی پولیس ہے

دارالعلوم نعمانیہ ڈیرہ اسمٰعیل خان میں کسی سالانہ اجتماع کے موقع پر طلباء کی ایک مجلس میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے فرمایا کہ "علماء کا کام تو قوانین اسلامیہ کی حفاظت ہے یہ اُمت کی پولیس ہے اور پولیس کی نمک حلالی یہ ہے کہ قانون کی خلاف ورزی کرنے والے کو پکڑے چاہے اس کا باپ ہو یا بیٹا۔ کوئی بڑا افسر بھی کیوں نہ ہو اسے بھی پکڑے ورنہ پولیس والا حرام خور ہو گا۔ جو کسی کی شخصیت کا تو خیال رکھے مگر قانون کی حفاظت کا خیال نہ رکھے۔ فرمایا یہی ڈیوٹی علماء کی ہے قانون شریعت کی جو بھی مخالفت کرے گا علماء کا فرض ہے کہ اسے پکڑیں کسی کا لحاظ کئے بغیر فرمایا کہ حکیم الاسلام نے فرمایا کہ بزرگوں نے اختلافی بات کہنی ہو تو دروازہ بند کر کے اندر کہیں باہر کہیں گے تو ہم کسی کا لحاظ کئے بغیر اسے پکڑلیں گے چاہے عدالت میں پہنچ کر چھوٹ بھی جائیں۔

سوچتا ہوں کہ اب ہم میں کتنے ہیں جو یہ فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ کسی بڑے دینی پیشوا کے مقابلے میں ہم حق گو بن سکتے ہیں۔ کسی بڑے عالم کی حق پرستی کے نام سے پگڑی اچھال سکتے ہیں کسی جابر حکومت کے خلاف کلمہ حق کہہ کر زندہ باد ہو سکتے ہیں لیکن کیا کسی گروپ یا کسی سیاسی رفیق کو قانون شریعت کے پرخچے اڑاتے ہوئے دیکھ کر ہم اسے ترچھی نگاہ سے دیکھنے کی توفیق بھی رکھتے ہیں۔ واقعات کی زبان سے اس کا جواب نفی میں ہو گا۔ کاش کہ شاہ جی کا یہ ارشاد آج ہمارا رہنما بن سکتا اور ہر موڑ پر ہم اس پر عملدرآمد کر سکتے۔

علماء کا کام رہنمائی ہے نہ کہ نمائندگی

غالباً ڈیرہ ہی میں کسی نشست عام یا خاص میں حضرت شاہ جی کا یہ ملفوظ بھی سامعہ نواز ہوا کہ علماء کا کام قوم کی نمائندگی نہیں کہ قوم جو چاہے آگے نکل کر اور کچھ قربانی دیکر "یقدم قومہ" کا ہر حال میں مصداق بنے تاکہ قوم سے خوشنودی کا سرٹیفکیٹ حاصل کر سکیں چاہے وہ ہلاکت کے گڑھے کی طرف جا رہی ہو۔ بلکہ علماء کا کام قوم کی رہنمائی ہے جو راستہ چاہے قوم اسے ہزار بار ناپسند کرے خدا تک پہنچانیوالا ہو وہی انہیں دکھلائے اسی پر چلنے کے لئے اس کو آمادہ کرے اور خود اسی پر چلنے کا نہ صرف عزم عہد کرے بلکہ عمل بھی کرے۔

اب ہم کیا کر رہے ہیں قوم کی رہنمائی یا نمائندگی

اعظکم بواحدۃ ان تقوموا للہ مثنی و فرادی ثم تتفکرو

یہ فیصلہ "استفت قلبک" کے ارشاد نبوی علے نائلہ الصلوٰۃ میں مضمر ہے۔

ہماری نظر عوام پر رہتی ہے عوام جو چاہیں ہم ان کے منہ سے نکال کر اپنی زبان سے کہہ دیتے ہیں۔ زبان میری ہے بات ان کی------۔ افغانی بارہ سال سے کفر کا مقابلہ کر رہے تھے۔ پندرہ لاکھ کے لگ بھگ افغان شہید ہو گئے ہزاروں علماء گرفتار ہوئے سینکڑوں خانقاہیں سینماؤں میں تبدیل ہو گئیں۔ ہم نے ان کے لئے ایک جلوس بھی نہ نکالا۔ اور جب عوام نے چاہا تو ہم نے لاتعداد جلوس عراق کے صدر کے لئے نکالے یہ شوراشوری اور وہ خاموشی کس بات کی غماز ہے کہ ہم نمائندگی کر رہے ہیں یا رہنمائی۔ شاہ جی پر خدا کی ہزاروں رحمتیں کہ وہ آج ہم میں موجود نہیں مگر ان کی ہدایات اب بھی ہماری رہنمائی کر رہی ہیں۔ فرحمہ اللہ رحمتہ واسعتہ لیکن سننے والے کان کہاں؟ لہم آذان لا یسمعون بہا

۵۔ مزہ تو تب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

غالباً ۴۲-۴۳ء کی بات ہو گی کہ شیخ الاسلام حضرت مدنی قدس سرہ ڈیرہ اسماعیل خان سیرت کے ایک جلسہ میں تشریف لائے۔ حضرت امیر شریعت اور حضرت مولانا گل شیر مرحوم شہید بھی تشریف لائے تھے۔ عید گاہ کلاں میں نماز جمعہ کے بعد حضرت شیخ کا خطاب تھا جلسہ کی صدارت حضرت شاہ جی کو کرنی تھی۔ حضرت شاہ جی بجائے کرسی کے سٹیج پر بیٹھے حضرت مدنی نے دو چار بار اشارہ کیا کہ حضرت کرسی صدارت کو سنبھالیں حضرت شاہ جی معذرت فرما رہے تھے آخر میں حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ نے فرمایا شاہ جی میں حکم دیتا ہوں کہ کرسی پر بیٹھیئے۔ شاہ جی نے فرمایا لاؤ بھائی کرسی لاؤ اگر میں یہ کہوں تو مبالغہ نہ ہو گا کہ شاہ جی ایک

سیکنڈ میں کرسی پر بیٹھے اور کرسی کو سرکا دیا اور کہا حضرت حکم کی تعمیل کر دی مزید بیٹھنے کی ہمت نہیں۔

دوسرے دن جب حضرت شیخ رخصت ہو رہے تھے اور قیام گاہ سے موٹر تک بہت زیادہ ہجوم تھا حضرت شاہ جی کمرہ قیام سے باہر نکلے اور للکار کر فرمایا۔

راستہ چھوڑو ورنہ ہم ڈنڈا چلائیں گے۔ حاضرین کے چہروں پر مسکراہٹ کھیلنے لگی اور لوگوں نے راستہ دیدیا جب حضرت شیخ کو کار میں بٹھلایا تو حضرت شاہ جی نے یہ شعر عجیب انداز سے پڑھا۔

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزا تو تب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

ساقی کے لفظ پر جب شاہ جی نے حضرت شیخ کیطرف اشارہ کیا تو سینکڑوں آنکھیں بے اختیار نمناک ہو گئیں اور آنسو بہہ نکلے

اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لیکر

تبلیغی جماعت کے دعوت کے چھ نمبر ہیں ان چھ باتوں میں سارے دین کا نچوڑ ہے۔ میرے خیال میں حضرت شاہ جی کی مندرجہ بالا پانچ باتوں میں دین و دنیا سمٹی ہوئی ہے۔ اللہ ان پر مجھے اور سب کو عمل کی توفیق اور ارزانی فرمادیں۔ آمین۔ ثم آمین یا رب العلمین ----- بحرمت سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم۔

مولانا حافظ ریاض الرحمان اشرفی مرحوم نے بیان فرمایا کہ میں ایک دفعہ غلام احمد پرویز کے درس میں چلا گیا اور متاثر ہو کر واپس آیا۔ پھر حضرت امیر شریعت رحمتہ اللہ سے ذکر کیا کہ پرویز صاحب دوران تقریر بہت رو رہے تھے تو امیر شریعت نے بے ساختہ فرمایا......

"جا حافظا! رون توں متاثر ہو گیا ایں؟"

(ارے حافظ! محض اس کے رونے سے متاثر ہو گئے ہو؟)

اور پھر لحن داؤدی سے قرآن مجید کی آیت پڑھی۔

وجاء واباهم عشاء يبكون

(ترجمہ) اور یعقوب علیہ السلام کے بیٹے، عشاء کے وقت روتے ہوئے آئے۔ (آگے ذکر ہے کہ انہوں نے کہا کہ یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا ہے)

حافظ صاحب فرماتے تھے کہ شاہ جی رحمہ اللہ کے اتنا فرمانے سے میرا سارا تاثر فوراً ختم ہو گیا۔

(مولانا عبد الرشید ارشد۔ ماہنامہ الرشید لاہور۔ مئی ۱۹۹۳ء ص۔۷۱)